یا مثلاً فوج اور آرٹلری اور فضائیہ اور بحریہ کو لیجیے تو خاصی واضح علیحدگی کے باوجود ان میں گہرا ربط باہم ہوتا ہے، ورنہ جنگ تو لڑی ہی نہ جا سکے۔ فوج کے نقشہ نویس اور جاسوس اور لانگری تک یک جہتی سے کام کرتے ہیں۔ ہمیں کرنا صرف یہ چاہیے کہ ہم کچھ نوجوانوں کو اس سمت میں لگائیں کہ وہ انہماک سے مطالعہ و تحقیق کا کام کریں۔ ایک ٹیم ادب و صحافت کے میدانوں میں جائے، کوئی شعبۂ خدمتِ خلق سنبھالے، لیکن کسی نہ کسی اجتماع اور فورم اور مشاورت کے ذریعے ان میں ہم آہنگی کا سلسلہ مضبوط رہے۔ ورنہ ریسرچ والے کہیں گے کہ کام غلط تصورات پر ہو رہا ہے، سیاست والے اپنا سر اونچا رکھ کر کہیں گے کہ ہمارے کام میں کوئی مداخلت نہ ہونی چاہیے۔ اور ارباب زہد و خشیت پکاریں گے کہ یہ سب کچھ دنیا کے گندے کھیل ہیں۔ ہم اس طرح الگ الگ جتھے نہیں بنا سکتے۔ ایک ہی جماعت کی ایک ہی لیڈر شپ کو مختلف صلاحیتوں کے آدمیوں کو مختلف کاموں میں لگانا ہوگا۔ اور پھر ان کو باہم متعلق اور ہم آہنگ رکھنا ہوگا۔ ورنہ پہلے اختلافات پھر تصادم اور پھر علیحدگیاں شروع ہو جائیں گی۔

افسوس ہے کہ زیادہ بحث کرنا ممکن نہیں۔ کتاب کو مفید اور دلچسپ اور فکر انگیز پاتا ہوں۔ شیرازی صاحب نے نئے نئے فلسفہ طرازانِ انقلاب کو مضبوط استدلال اور نرم اسلوب سے جواب دیا ہے۔

حسن البناء شہید کی ڈائری مؤلف جناب حسن البناء شہیدؒ۔ مترجم مولینا خلیل احمد حامدی۔ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۶۔ سفید کاغذ۔ صفحات : ۲۶۶۔ سرورق رنگین، دبیز آرٹ کارڈ۔ قیمت : ۳۸/- روپے۔

میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا، بہت دلچسپی محسوس کی اور بہت استفادہ کیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن کئی سال پہلے (۱۳۸۳ھ میں) اسلامی پبلیکیشنز سے شائع ہوا۔ اس وقت ترجمان القرآن میں تبصرہ بھی شائع ہو گیا۔ اب یہ نیا ایڈیشن بھارت سے چھپا ہے۔ اس پر از سر نو تفصیلی ریویو کی ضرورت نہیں۔ مختصراً یہ کہ عالمِ انسانیت اور دنیائے عرب